Regd S No. 1411

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۲۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۲

جمعہ ۱۹ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۷۲ھ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۳۱ وفا ۱۳۳۲ھ ۔ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۷۴

مولوی فاضل کے امتحان میں جامعہ احمدیہ کے طالب علم کی شاندار کامیابی

۵۶۲ نمبر لیکر یونیورسٹی بھر میں اول رہے

—— سٹاف رپورٹر ——

احباب اس خبر سے خوشی محسوس کریں گے۔ کہ امسال پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی فاضل میں جامعہ احمدیہ احمدنگر کے طالب علم محمود احمد صاحب مختار ۵۶۲ نمبر لے کر اول رہے ہیں الحمدللہ۔ ہم اس کامیابی پر طالب علم موصوف ان کے والدین اور جامعہ احمدیہ کے اراکین کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ گزشتہ سال بھی جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم سید عبدالحی صاحب اس امتحان میں اول آئے تھے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں!

محمود آباد ۲۹ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سردرد کا دورہ ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

لاہور۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی حالت تشویشناک دور سے گزر رہی ہے احباب انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

میں سویز کے جھگڑے کے بارہ میں وزیراعظم برطانیہ سے لنڈن یا کسی اور مقام پر بات چیت کرنیکے لئے تیار ہوں

صدر مصر جنرل نجیب کا اعلان

قاہرہ ۳۰ جولائی۔ مصر کے صدر جنرل نجیب نے کہا ہے کہ نہر سویز کے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے میں برطانوی وزیراعظم سے لنڈن یا کسی اور مقام پر ملنے کیلئے تیار ہوں۔ آج انہوں نے قاہرہ میں کہا کہ مجھے بات چیت دوبارہ شروع کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ جو بھی سمجھوتہ ہو اس میں اس علاقہ پر مصر کے اقتدار کو تسلیم کیا جائے اور مصر کی خودمختاری برقرار رہے۔

ڈاکٹر مصدق کے فیصلہ کے خلاف کاشانی کی نکتہ چینی

تہران ۳۰ جولائی۔ مجلس کے نئے انتخابات کرانے کیلئے ڈاکٹر مصدق نے ملک میں علم رائے شماری کرانے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ ایرانی مجلس کے سابق سپیکر سید آیت اللہ کاشانی نے اس پر نکتہ چینی کی ہے سید کاشانی نے کہا ہے کہ اسطرح ایک غلط مثال قائم ہو جائیگی۔ اور اس طرح مختلف پارٹیاں بھی یہ مطالبہ کرنے لگ جائیں گے کہ ان کے علاقے کے ایرانی مملکت میں رہنے یا نہ رہنے کے متعلق عام رائے شماری کرائی جائے۔

مصالحانہ جذبہ کے تحت نہر سویز کے مسئلہ کا ایسا حل نکل سکتا ہے۔ جو دونوں فریقوں کیلئے قابل قبول ہو

برطانوی دارالامراء میں قائم مقام وزیر خارجہ کا بیان

لنڈن ۳۰ جولائی برطانیہ کے قائم مقام وزیر خارجہ لارڈ سالسبری نے دارالامراء میں بتایا کہ پچھلے دنوں واشنگٹن میں تین وزرائے خارجہ کی جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں میں نے امریکی لیڈروں سے نہر سویز کے بارہ میں گفتگو کی تھی۔ اور ہمارے درمیان اس سوال کے عام اصولوں پر سمجھوتہ ہو گیا تھا۔ قائم مقام وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ ہم نہر سویز کے بارہ میں مصر سے رسمی یا غیر رسمی گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مصالحانہ جذبے کے ذریعہ اس مسئلہ کا ایسا حل نکل سکتا ہے جو دونوں کے لئے اطمینان بخش ہو۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ مصر اور برطانیہ کے درمیان پھر گفتگو شروع ہو جائے گی۔ ادھر مصر کے ایک روزنامہ التحریک نے لکھا ہے کہ آج کرنل جمال عبدالناصر اور برطانیہ کے اعلیٰ نمائندے جنرل رابرٹسن کے درمیان ملاقات ہو رہی ہے۔ ان دونوں میں اس امر پر اتفاق ہو گیا ہے کہ فیصلہ کن نتائج برآمد ہونے سے پہلے اس معاملہ میں پوری رازداری برتی جائے۔

اقوام متحدہ پر دوبارہ عارضی صلح کی خلاف ورزی کا الزام

پن من جوم ۳۰ جولائی۔ آج پن من جوم میں عارضی صلح کے مشترکہ فوجی کمیشن کا پھر اجلاس ہوا۔ جس میں کمیونسٹوں نے اقوام متحدہ پر عارضی صلح کو توڑنے کا پھر الزام لگایا۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کے ہوائی جہازوں نے غیر فوجی علاقہ کی دیکھ بھال ہے۔ اقوام متحدہ کے خاص نمائندے مسٹر برون نے کمیونسٹوں سے کہا کہ بات لکھ لئے ہوں وعدہ کیا کہ وہ پہلے الزامات کی طرح اس الزام کی تحقیقات بھی کرینگے۔

برطانیہ نے امریکہ کے سامنے چار طاقتی کانفرنس کی کوئی تجویز نہیں رکھی

واشنگٹن ۳۰ جولائی۔ کل واشنگٹن میں وائٹ ہال کے ایک ترجمان نے اعلان کیا کہ برطانیہ نے امریکہ کو کوئی ایسی تجویز پیش نہیں کی۔ جس میں روس کے ساتھ اعلیٰ پیمانے پر چار طاقتی کانفرنس منعقد کرنے کا ذکر ہو۔ ترجمان نے یہ بات ایک سوال کے جواب میں کہی۔ جس میں ان سے برطانیہ کے قائم مقام وزیراعظم کے دارالعوام میں اس بیان پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا تھا کہ برطانوی حکومت اعلیٰ سطح پر چار طاقتی کانفرنس منعقد کرنے کا خیر مقدم کرے گی۔

واشنگٹن ۳۰ جولائی۔ امریکی سینٹ نے باہمی تحفظ کے بل کے تحت پاکستان اور ہندوستان کی اقتصادی

ایشیائی ممالک کو اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے اقتصادی اور فوجی معاہدے کرنے چاہئیں (مصدق)

تہران ۳۰ جولائی۔ وزیراعظم ایران ڈاکٹر مصدق نے کہا ہے کہ ایشیائی ملک کو اپنی آزادی کے تحفظ کے لئے آپس میں اقتصادی اور فوجی سمجھوتے کرنے چاہئیں۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کے ایک سوشلسٹ ممبر مسٹر ریڈی سے ملاقات کے دوران میں انہوں نے کہا۔ کہ ایشیائی ممالک اقتصادی لحاظ سے کمزور ہیں اور سیاسی لحاظ سے بھی اگر انہیں ترقی کرنی ہے۔ تو ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں ڈاکٹر مصدق نے کہا۔ کہ ایشیائی ممالک ایرانی تیل خرید کر ایران کی مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن باوجود تیل کی قیمت میں پچاس فی صدی رعایت کے سوائے جاپان کے اور کسی ایشیائی ملک نے ہم سے تیل نہیں خریدا انہوں نے کہا۔ ایران تمام ایشیا کے لئے آزمائش ہے۔ ایران سامراجیت کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ اگر وہ اس لڑائی میں ہار گیا۔ تو تمام ایشیا پر سامراجیت کا غلبہ ہو جائیگا۔ انہوں نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ ایشیائی ممالک اپنے جھگڑے آپس طے کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

کینیاٹا کے وکیل کی کینیا کی سپریم کورٹ میں درخواست

نیروبی ۳۰ جولائی۔ کینیا یونین کے لیڈر جومو کینیاٹا اور دوسرے پانچ افریقی لیڈروں کے وکیل نے سپریم کورٹ میں درخواست دی ہے کہ کینیا کی حکومت نے سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اسے اس سے روکا جائے۔ سپریم کورٹ اس سے پہلے کینیاٹا اور افریقی لیڈروں کی سزاؤں کو منسوخ کر چکی ہے۔

سیئول ۳۰ جولائی۔ شمالی کوریا کے ۱۸۰۰ اور چین کے ۶۰۰ جنگی قیدیوں کو لیکر اقوام متحدہ کا پہلا جہاز آج انچون روانہ ہو گیا۔

یوپی بہار اور آسام میں سیلاب

نئی دہلی ۳۰ جولائی۔ یوپی بہار اور آسام کے دریاؤں میں زبردست سیلاب آئے ہوئے ہیں جن سے سینکڑوں گاؤں کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ اور ہزاروں ایکڑ زمین پانی میں ڈوب چکی ہے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے کلیم پریس لارنس روڈ میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۳۱ جولائی ۵۳ء

پاکستان اور بھارت کے تعلقات کی اہمیت

پنڈت نہرو نے اپنی کراچی کی پریس کانفرنس میں بہت سی ایسی باتیں فرمائی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت جی بھارت اور پاکستان کے خوشگوار تعلقات کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ دونوں ملکوں کے باہم ایسے تعلقات قائم ہو جائیں۔ جن کی وجہ سے دونوں ملک بجائے ایک دوسرے کے لئے رکاوٹ ہونے کے ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ ہم ذیل میں آپ کی تقریر کا ایک طویل اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاکہ پنڈت جی کے متعلق ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ معلوم ہو کہ یہ محض ہمارا قیاس نہیں ہے۔ بلکہ خود پنڈت جی نے اس کو نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ نھو ھذا:۔

"آج ہم جن مسائل سے گھرے ہوئے ہیں۔ وہ بنیادی نوعیت کے نہیں ہیں۔ یہ مسائل تقسیم اور تقسیم کے بعد ہونے والی باتوں سے پیدا ہوئے۔ یہ عارضی مسائل ہیں۔ پنڈت نہرو نے کہا۔ کہ پاکستان اور بھارت دونوں ملکوں کے مسائل بنیادی طور پر ایک جیسے ہیں۔ مثال کے طور پر صنعتوں کی ترقی۔ عوام کا معیار زندگی بلند کرنا۔ زیادہ پیداوار سے ان دونوں ملکوں کی حالت بہتر بنانا اور یہ دیکھنا کہ غریب غریب تر اور امیر امیر تر نہ ہو جائیں۔ یہ باتیں بنیادی ہیں۔ اور ان مسائل پر ہم ایک ہی ساتھ کھڑے ہیں۔ بھارت پاکستان سے زیادہ بڑے پیمانہ پر صنعتی ملک ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پاکستان بھی مزید ترقی کرے گا۔ اس سلسلہ میں ظاہر ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے راستہ میں روکاوٹ بن کر بھی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم اتنے جاہل ہیں۔ اگر ہم اتنے خود غرض ہیں۔ کہ محض عناد کی بنا پر رکاوٹ بنیں۔ تو ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر ایک ملک کو نقصان پہنچانے کے لئے کچھ کریں گے۔ اس کا ردّ عمل یہ ہوگا۔ کہ اس سے خود ہمارے ہی ملک کو نقصان پہنچے گا۔ پنڈت نہرو نے کہا۔ کہ اگر ہم پاکستان اور بھارت کی تاریخ کے گذشتہ پانچ چھ سال پر نظر ڈالیں۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ پاکستان اور بھارت نے اگر کبھی ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ تو اس کا ردّ عمل انتہائی شدید ہوا۔ کیونکہ خود نقصان پہنچانے والے ملک کو اس سے نقصان پہنچا۔ اب ظاہر ہے۔ کہ اب دو ملکوں کے مسائل اسی طرح بہت قریب ہیں۔ پنڈت نہرو نے کہا۔ کہ اب ہم مسائل کو جغرافیائی تاریخی ثقافتی اور خواہ جذباتی نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ اور ان کو عملی طور پر حل کرنے کی کوشش کریں۔ تو یہ ظاہر ہوگا۔ کہ دونوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ تعاون ہونا انتہائی ضروری ہے۔ یہ دونوں ملکوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ دونوں ملکوں کے قومی مفادات ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ پنڈت جی بھارت اور پاکستان کے خوشگوار تعلقات کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور ان باتوں سے اور جس طرح وہ کہی گئی ہیں یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ کی دلی تمنا ہے۔ کہ دونوں ملکوں میں ایسے ہی خوشگوار تعلقات قائم ہو جائیں۔ جن کا نتیجہ دونوں کے لئے ان فوائد کی صورت میں برآمد ہو۔ جو دونوں کے باہمی خوشگوار تعلقات سے دونوں کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہم پنڈت جی کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے نہایت واضح اور چچے تلے الفاظ میں پاکستان اور بھارت کے دانشمند۔ نیک دل اور صلح پسند لوگوں کی ترجمانی فرمائی ہے۔ اور اس بات کو ایک مختصر مگر موزوں عبارات میں پیش کر دیا ہے۔ جو سب کے دلوں میں ہے۔

پنڈت جی کی کراچی میں آمد کوئی اتفاقی بات نہیں۔ بلکہ یہ ایک نہایت اہم سلسلہ کے تعلق میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تقسیم کے دن سے لے کر آج تک دونوں کے درمیان بعض تنازعات چلے آتے ہیں۔ جن میں سے بعض معمولی ہوں گے۔ لیکن بعض ایسے اہم ہیں۔ کہ اگر جلدی ہی کر ان کا کوئی حل نہ نکالا گیا۔ تو ممکن ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے تعلقات اتنے بگڑ جائیں۔ کہ پھر اس کا کوئی چارہ نہ رہے۔ دونوں ملکوں کے لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان مسائل کے حل کرنے کو دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔ اس لئے دونوں وزرائے اعظم کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ان اہم مسائل کے سلجھانے کے لئے ان کی اہمیت کے مطابق توجہ دی جائے اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو کسی صورت میں نظر انداز نہ کیا جائے۔ اور جو گفتگو باہم کی جائے۔ وہ پنڈت جی کے اس اصول کے مطابق کی جائے۔ کہ بھارت اور پاکستان کے بنیادی مسائل "ایک جیسے ہیں۔ مثال کے طور پر صنعتوں کی ترقی۔ عوام کا معیار زندگی بلند کرنا زیادہ پیداوار سے ان دونوں ملکوں کی حالت بہتر بنانا اور یہ دیکھنا کہ غریب غریب تر اور امیر امیر تر نہ ہو جائیں۔ یہ باتیں بنیادی ہیں۔"

اگر پنڈت جی اپنی ان باتوں پر خود بھی یقین رکھتے ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ وہ رکھتے ہیں۔ اور اگر پاکستان کے وزیر اعظم پنڈت جی کی ان باتوں کو دل سے پسند کرتے ہیں۔ اور دونوں وزیر اعظم چاہتے ہیں۔ کہ بھارت اور پاکستان کے یہ مسائل اب حل ہو جائیں۔ اور دونوں ملک متوازی ترقی کریں۔ اور ایک دوسرے کے دشمن بننے کی بجائے ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ تو ہم عرض کریں گے۔ کہ اس وقت نہایت ضروری قدم جو دونوں اس مقصد کے لئے اٹھا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ تقسیم اور تقسیم کے بعد ہونے والی باتوں سے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ جن کو پنڈت جی نے اپنی پریس کانفرنس میں عارضی مسائل فرمایا ہے۔ مگر جن کو حل کرنے کے لئے یہ تمام سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے۔ ان مسائل کو خالص عدل و انصاف سے خاطر خواہ آج ہی حل نہ کیا گیا۔ تو جیسا کہ ظاہر ہے۔ پھر ایک مدت تک یہ مسائل لٹکے چلے جائیں گے۔ اور دونوں ملکوں کو ان عظیم عزائم کو پورا کرنے کا کبھی موقع میسر نہیں ہوگا۔ جن کو پنڈت جی نے بھارت اور پاکستان کے بنیادی مسائل فرمایا ہے۔ اس لئے اگر ہم ان بڑے عزائم اور مسائل کی تکمیل کے دل سے خواہشمند ہیں۔ اور وہ مبارک دن دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب یہ دونوں ملک ایک دوسرے سے بے فکر ہو کر اپنے اپنے ملک کی بہبودی اور ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوں گے۔ تو ہمیں جان لینا چاہیئے۔ کہ ان عارضی مسائل کا جن میں اکثر کی اہمیت کو پنڈت جی نے بھی اپنی کانفرنس میں تسلیم فرمایا ہے۔ ہمیں نہایت نیک نیتی اور عدل و انصاف سے حل کرنا ہوگا۔ اور کسی خوف یا سامراجی پالیسی سے اس تمام سلسلہ گفتگو کو اس کے نتائج کی تکمیل تک بالکل پاک و صاف رکھنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ ایسا نہ ہو۔ تو بات چیت کا تمام مدعا ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اور جس غرض کے لئے ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ غرض ہی حاصل نہیں ہو سکتی۔

ان مسائل کو حل کرنے کی اصل غرض وہی ہے۔ جس کو پنڈت جی نے اپنی پریس کانفرنس میں واضح کیا ہے۔ اور جو ہم شروع میں نقل کر چکے ہیں۔ اور جو مختصراً پنڈت جی کے ہی الفاظ میں وہ بنیادی مسائل ہیں۔ جو یکساں طور پر بھارت اور پاکستان کو درپیش ہیں۔ اور جن میں دونوں کو ایک دوسرے کا ممد و معاون ہونا چاہیئے۔ نہ کہ دشمن۔

اگر یہ بنیادی مسائل حقیقی ہیں۔ اور ہم پنڈت جی سے ہمنوا ہیں۔ کہ واقعی یہ بنیادی مسائل حقیقی ہیں۔ اور دونوں ملکوں کی بہبودی اور ترقی کے لئے لابدی ہیں۔ تو ان مسائل کا فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب بھارت اور پاکستان دونوں کے دل سے ہمیشہ کے لئے یہ بات نکل جائے۔ کہ ایک نے دوسرے کے ساتھ کوئی بے انصافی کی ہے۔ جب تک دونوں کی ذہنیت حتی الوسع ایسی آلائش سے پاک نہ ہوگی۔ وہ بڑے عزائم پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

یہ مسائل جیسا کہ پنڈت جی نے فرمایا ہے۔ اور جیسا کہ سب دنیا جانتی ہے۔ تقسیم اور تقسیم کے بعد ہونے والی باتوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس دوران میں دونوں ملکوں میں سے اگر کسی کی طرف سے دوسرے کے ساتھ بے انصافی یا معاہدہ شکنی ہوئی ہے۔ اور وہ ایسی ہے۔ جس کا اثر عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ اس کی کما حقہ تلافی کی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی ایسی تلافی کو محض اس وجہ سے نہیں روکنا چاہیئے۔ کہ جیسا کہ آج کل کی یورپین قوموں کا گھڑا ہوا سامراجی اصول ہے۔ کہ یہ اب ایک (accomplished fact) یعنی تکمیل شدہ فعل ہو چکا ہے۔ اور تاریخ بن چکا ہے۔ اس لئے یہ یونہی رہنا چاہیئے۔ خواہ دوسرے کی اس میں کتنی ہی حق تلفی کیوں نہ ہوئی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی ایسی ایک بات کو بھی جو تقسیم یا تقسیم کے بعد ہونے والے واقعات سے پیدا ہوئی ہے۔ ہم اس بات چیت میں تاریخی نہیں قرار دے سکتے۔ جو انہی معاملات کے متعلق ہو رہی ہے۔ جو تقسیم یا تقسیم کے بعد ہونے والے واقعات سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ جو عارضی تلخیاں ایک دوسرے کو پہنچی ہیں۔ ان کو بھلا نہ دیا جائے۔ اور ان کے متعلق باہم گلہ و شکوہ کو ایک طویل داستان کی صورت دی جائے۔ مگر ایسی باتوں کو جن کی اب بھی تلافی ہو سکتی ہے۔ اور عدل و انصاف اس کا مقتضی ہے۔ محض اس خیال سے دلوں میں لٹکتا نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ کہ دوسرے کو اسے بہرحال برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ ایک بھاری غلطی ہوگی۔ اور اس

سہروردی صاحب کی نئی سیاست

از
محمد شفیع اشرف

مسٹر حسین شہید سہروردی اچھی خاصی سیاسی سوجھ بوجھ کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کسی زمانہ میں متحدہ بنگال کے وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں۔ ایک اچھے قانون دان ہیں۔ اور آج کل حزب اختلاف یعنی جناح عوامی مسلم لیگ کے لیڈر بھی ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ان خصوصیات کے ہوتے ہوئے ملک کے موجودہ حالات میں حق و انصاف امن پسندی۔ صحیح حب الوطنی اور صحیح جمہوری اصولوں کی پابندی کی جو توقع اور امید آپ سے کی جا سکتی تھی۔ آپ نے بالکل اس کے برعکس کیا ہے۔ اور اگر اس سے پہلے آپ پس پردہ کار فرما تھے۔ تو اب کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

مذہب کے نام پر اقتدار کے حصول کے لئے جو فتنہ پچھلے دنوں پاکستان اور خاص طور پر پنجاب میں برپا ہوا تھا۔ خدا خدا کر کے حکومت نے اس فتنہ کو دبا دیا۔ اور بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا ہے۔ شہید سہروردی صاحب کی بصیرت اور حب الوطنی کا تقاضا تھا۔ کہ وہ حکومت کی تائید کرتے۔ اور خاص طور پر ایسے عناصر کی مذمت کرتے۔ جو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے یہ بدترین حربہ اختیار کرنے کے درپے تھے۔ لیکن سہروردی صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایسے وقت میں جبکہ اس فتنہ کے بانی مبانی نظروں سے اوجھل تھے۔ سہروردی صاحب نے خود سٹیج پر آکر اسی دعوت کو بلند کرنا شروع کر دیا۔ پچھلے دنوں آرام باغ کراچی میں آپ نے جو تقریر کی تھی۔ وہ اس بات کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کہ آپ نے جمہوری اصولوں کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی سستی لیڈر شپ کے حصول کی خاطر حکومت کے خلاف ایک ایسا بیان داغ دیا۔ جو نہ صرف غلط بیانی پر مبنی تھا۔ بلکہ اسی فتنہ کو ہوا دینے والا تھا۔ جس کے شعلے پنجاب کے جسم کو پہلے بھسم کر چکے تھے۔ ہم خود اس جلسہ میں شریک تھے۔ ہم نے اپنے کانوں سے سہروردی صاحب کی تقریر اول سے آخر تک سنی ہے۔ ابتدا میں انہوں نے بے شک حکومت پر اس قسم کے الزامات کی کوشش نہ کی تھی۔ لیکن پھر فوراً ہی ایک موقعہ باز سیاستدان کی طرح آپ نے چند لوگوں کی آواز سے متاثر ہو کر آخر اپنے منہ سے وہ بات نکال ہی دی۔ اور یوں اپنے ضمیر کے خلاف سہروردی صاحب نے موقع پرست سیاست کا کھیل کھیل کر آرام باغ کے میدان میں اپنی سیاسی تہی دستی کا مظاہرہ فرما دیا۔

آج پھر پنجاب کی سیاست میں سہروردی صاحب کے وجود سے انتشار و تفرقہ کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ جناح عوامی مسلم لیگ سے نواب افتخار حسین خاں آف ممدوٹ کا اخراج اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ان کے چلے جانے سے خود سہروردی صاحب کو اپنی اصل حیثیت کا احساس ہو رہا ہے۔ سندھ اور سرحد میں بھی اب ان کی قیادت کو تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ ان حالات میں سہروردی صاحب اپنی لیڈری کے بھرم کو قائم رکھنے کے لئے سیدھے سادے عوام کی نفسیات سے ایک بار پھر غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس کی وضاحت کے لئے ہم ذیل میں کراچی کے ایک مشہور اخبار مارننگ نیوز کے نامہ نگار مقیم لاہور کے ایک مکتوب کا ترجمہ اس اخبار کی ۲۶ جولائی کی اشاعت سے درج کرتے ہیں۔ نامہ نگار لکھتے ہیں:۔

"نواب افتخار حسین خاں آف ممدوٹ سے ایک لمبی کشمکش اور انجام کار قطع تعلق کے بعد مسٹر حسین شہید سہروردی کنوینر جناح عوامی مسلم لیگ آج کل پاکستان کے سیاسی رابرٹ بروس ہیں۔ آج کل آپ نہایت اضطراب اور دیوانگی کے عالم میں ان لوگوں کی تلاش میں ہیں۔ جو آپ کی پارٹی کو آئندہ تنزل سے بچا سکیں۔ حسین خاں آف ممدوٹ کے نکل جانے کے بعد لازماً توقع ہے۔

ممدوٹ گروپ کے نکالے جانے سے یہاں کے سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ یہ مراد لے رہے ہیں۔ کہ گویا اب مسٹر شہید سہروردی اپنی عمر بھر کے خواب "بنگال بنگالیوں کے لئے ہے" کو پورا کرنے کے لئے زور شور سے تحریک شروع کر رہے ہیں

ان یاس آمیز حالات میں مسٹر سہروردی انتہا پسند طبقہ جن میں خصوصیت سے مذہبی اور بائیں بازو کے لوگ شامل ہیں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ تاکہ ممدوٹ گروپ کے اس پراپیگنڈا کو روکا جا سکے۔ جو سہروردی صاحب کے دماغ کی پیداوار جناح عوامی مسلم لیگ کو زبردست ترک پہنچانے کے لئے شروع کیا جا چکا ہے۔

مسٹر سہروردی آج کل اپنے آپ کو کلیتہً یکہ و تنہا محسوس کر رہے ہیں۔ صرف چند ایک پرانے ساتھی اگر ان کے ساتھ ہوں تو ہوں۔ ورنہ پنجاب میں ممدوٹ کو بھی اس لئے نکالا گیا ہے۔ کہ وہ پارٹی میں تفرقہ اور انتشار پھیلا رہے تھے۔ اور نظام کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ سندھ میں پیر الٰہی بخش گروپ جی۔ ایم سید کے عوامی محاذ سے جا ملا ہے۔ اور سرحد میں بھی سہروردی صاحب کو پوری حمایت حاصل نہیں رہی جتی کہ مجلس عاملہ جس نے گذشتہ ہفتہ نواب ممدوٹ کو برطرف کیا ہے۔ اس میں سرحد کے عوامی لیگ کے دو ممتاز اور اعلیٰ رکن پیر آف مانکی شریف اور خان ثمین جان نے شرکت ہی نہیں کی۔

ان سب امور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس قدر بھی صوبائی گروپ ہیں۔ ان کو سہروردی صاحب کی قیادت پر کسی قسم کا کوئی اعتماد باقی نہیں رہا اور اب سہروردی صاحب صرف اور صرف مشرقی پاکستان کی عوامی لیگ کے ہی ایک لیڈر رہ گئے ہیں۔

نواب ممدوٹ کے علاقے یعنی پنجاب میں اب مسٹر سہروردی نے اپنے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے جماعت اسلامی کی طرف دستِ تعاون دراز کرنا شروع کر دیا ہے اور یہ بھی اطلاع ملی ہے۔ کہ پنجاب کے اس انتہا پسند مذہبی طائفہ کو خوش کرنے اور اپنی راہ پر لانے کے لئے مرکزی جناح عوامی مسلم لیگ کی طرف سے مشرقی پاکستان میں نہایت وسیع پیمانے پر تقسیم کرنے کے لئے بنگالی زبان میں ایک اپیل تیار کی جا رہی ہے۔ جس میں بنگالیوں کے مختلف طبقات کے مذہبی جذبات کو ابھارنے کا منصوبہ کیا گیا ہے۔ تاکہ اس طرح ان لوگوں کی توجہات کو زیادہ سے زیادہ جناح عوامی مسلم لیگ کی طرف مبذول کیا جا سکے۔ چنانچہ جناح عوامی مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں باہم اس امر پر گفت و شنید شروع ہو گئی ہے اور یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ مسٹر سہروردی جلدی اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ وہ اس انتہا پسند مذہبی طائفہ کو ساتھ ملا کر نواب ممدوٹ کے چلے جانے کے نقصان کی تلافی کر لیں۔

تا دم تحریر یہ مشورے اور ملاقاتیں جاری ہیں اور جناح عوامی مسلم لیگ کے حامی اس سلسلہ میں نہایت پر امید ہیں۔

اس کے ساتھ ہی مسٹر سہروردی دولتانہ گروپ پر بھی ڈورے ڈال رہے ہیں۔ تاکہ اس لحاظ سے بھی ان کی پوزیشن اور زیادہ مضبوط ہو جائے۔ ابھی تک دولتانہ گروپ کے مثبت یا منفی ردّ عمل کا علم نہیں ہو سکا۔"

نامہ نگار مذکور کے اس بیان سے قارئین پر یہ واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ سہروردی صاحب کی سیاست آج کل کن راہوں پر چل رہی ہے۔ اور کس طرح وہ محض اپنے اقتدار کی خاطر مذہب کو استعمال کر کے ملک بھر کے امن کو ایک بار پھر خطرہ میں ڈالنا پسند کر رہے ہیں۔

سہروردی صاحب ایک سیاسی شخصیت ہیں۔ وہ اپنے سیاسی مفاد کے لئے جس سے چاہیں الحاق کریں۔ ہمیں اس پر کسی قسم کی قدغن لگانے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں صرف ان اصولوں پر اعتراض ہے۔ جن کی وجہ سے یہ اشتراک عمل میں آ رہا ہے۔ سہروردی صاحب اس موقع پر کسی جمہوری اصول اور ضابطے کی خاطر نہیں مگر صرف اس لئے کہ وہ ان گروہوں کی حمایت حاصل کر کے عوام کے مذہبی جذبات سے کھیل کر آسانی سے ان کو اپنا شکار بنا لیں گے۔ اور اپنے مفاد کے لئے جس طرح چاہیں گے استعمال کر سکیں گے۔ ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ اور پھر مذہبی فتنوں کو ہوا دے کر حکومتی نظام کو درہم برہم کرنے اور اپنی دوکان سیاست چمکانے کی فکر میں ہیں۔

سہروردی صاحب اگر صحیح جمہوری اصولوں اور اخلاق کے صحیح ضابطوں کے ماتحت جو بھی کوشش کریں۔ ہمارا خیال ہے۔ ہر پاکستانی ان کی تائید کرے گا۔ لیکن اگر وہ شاطرانہ اور موقع پرستانہ سیاست سے کام لیکر اور ملک و ملت کے امن کو برباد کر کے اپنی لیڈری کو آباد کرنے کے خواہاں ہوں۔ تو یقیناً ہر بہی خواہ وطن ان کے اس فعل کی سخت مذمت کرے گا۔

پاکستان اور خاص طور پر پنجاب کے لوگ اس قسم کی گھٹیا سیاست کے طفیل اپنے جسم پر بے شمار چرکے کھا چکے ہیں۔ اور انہیں احساس ہو گیا ہے۔ کہ اس قسم کے مطلب پرست لیڈر اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے "اسلام خطرہ میں ہے" کا نعرہ بلند کر کے ہمیں استعمال کرتے ہیں۔ خود پس پردہ چلے جاتے ہیں۔ اور ہمیں آگے کر دیتے ہیں۔ اور

جب ایک حربہ سے ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو کچھ عرصہ بعد ایسا ہی کوئی اور سٹنٹ کھڑا کر لیتے ہیں۔ اس لئے یقیناً وہ آئندہ ایسے لیڈروں سے کنارہ کش رہیں گے اور ان کے دام فریب میں آنے سے بچیں گے۔

موقر معاصر نوائے وقت نے اس موقعہ پر نہایت واضح انداز میں عوام کو خبردار کر دیا ہے۔ اور انہیں آگاہ کیا ہے۔ کہ وہ اب کوئی نیا دھوکہ کھانے سے پہلے اچھی طرح سوچ لیں۔ ورنہ ان کو پچھتانا پڑے گا۔ اسی طرح سہروردی سے بھی کہا ہے۔ کہ وہ اپنے سیاسی مفاد کے لئے کم از کم ایسے گھٹیا طریق اختیار نہ کریں۔ اور ملک کے امن اور سکون کو ایک بار پھر برباد کرنے کی کوشش نہ کریں۔

معاصر نے **بروقت انتباہ** کے عنوان سے اپنے ادارتی کالموں میں لکھا ہے۔

"ہمیں یہ سن کر افسوس ہوا ہے۔ کہ مسٹر سہروردی پنجاب میں ایک تحریک شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس تحریک کا پس منظر خالص سیاسی اور اس کا مقصد فقط اس قدر ہے۔ کہ صاحب موصوف اس طرح اپنی لیڈری کی دوکان چمکانا چاہتے ہیں۔ اور عوام کی توجہ کا رخ آئینی مسائل سے ہٹا کر جن کے متعلق مسٹر سہروردی مغربی پاکستان میں اپنے خیالات کا واضح اعلان کرنا چاہتے، انہیں اس بحث میں الجھانا چاہتے ہیں مقصد یہ ہے کہ سیدھے سادے مخلص عوام کے جذبات کو بھڑکا کر سیاسی مقاصد حاصل کئے جائیں۔

پنجاب کے عوام بارہا شاطر لیڈروں کے ہاتھوں مات اور دھوکا کھا چکے ہیں۔ انہیں اب کوئی نیا دھوکہ کھانے سے پہلے ایک سو ایک مرتبہ سوچ لینا چاہیئے ورنہ وہ پھر پچھتائیں گے۔ مگر اس وقت یہ پچھتانا بے سود اور بے وقت ہوگی۔

ہم مسٹر سہروردی سے صرف اس قدر پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ان کی نیت نیک ہے تو چند ماہ پہلے وہ کہاں تھے اگر مسٹر سہروردی اس معاملہ میں مخلص ہیں تو وہ یہ تحریک بھی شروع کریں کل پاکستان بنیادوں پر شروع کریں۔ اور اس کی ابتداء بجائے مشرقی بنگال سے کریں پنجاب کو تختۂ مشق نہ بنائیں اس صوبہ کے لوگ اپنے خلوص کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ خیرات کی طرح خلوص کا آغاز بھی گھر ہی سے ہونا چاہیئے۔ سہروردی صاحب کو جو قدم بھی اٹھانا چاہیئے بنگال سے اٹھائیں اس کے بعد ہمیں دعوت دیں"

(نوائے وقت ۲۷ جولائی)

عوام اور سہروردی صاحب کے لئے نوائے وقت کے اس قیمتی مشورہ کے بعد ہم اس میں اور کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتے۔ ہم اس کو کافی خیال کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ پاکستان کے تمام رہنے والے اس نئے فتنہ کی حقیقت سے آگاہ ہو کر اس سے محفوظ رہنے کی پوری پوری کوشش کریں گے اور ہمیشہ ایسی آوازوں کو ملک کے امن کے لئے خطرے کا الارم سمجھیں گے۔ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ سہروردی صاحب بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں گے۔ ورنہ اگر انہیں سیاسی جوڑ توڑ کرنے ہی ہیں۔ تو کم از کم ان ہتھکنڈوں پر نہیں اتریں گے جو اسلام۔ اخلاق اور سیاست کے ابتدائی اصولوں کے بھی بالکل خلاف ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں فتنہ و فساد کی آگ کے ایک بار پھر بھڑکنے اور تمام ملک کو اپنی زد میں لے لینے کا شدید خطرہ ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے اگر صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ تو وہ انہیں صحیح لائنوں پر ملک و قوم کی خدمت کے لئے صرف کریں یقیناً اسی میں ان کی کامیابی کا راز ہے

اخبار "ریاست" دہلی کا ایک نوٹ

گذشتہ ایام میں بعض ہندوستانی اخبارات میں یہ غلط بے بنیاد اور شر انگیز خبر شائع ہوئی تھی کہ پاکستان کے احمدی ہندوستان جانے اور وہاں رہائش اختیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چونکہ پاکستان کے بعض اخبارات نے بھی اس جھوٹ کو شائع کیا تھا۔ اس لئے ہم دہلی کے اخبار "ریاست" کا ایک نوٹ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ انہیں اصل حقیقت کا علم ہو سکے۔ (ادارہ)

احمدیوں کے ہندوستان آنے کا مسئلہ

"ریاست" میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ چونکہ "اسلامی ملک" پاکستان میں احمدیوں کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس لئے ان کا پاکستان سے ہندوستان آ جانا ہی بہتر ہے۔ تاکہ یہ ہمارے سیکولر ملک میں آ کر دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح آرام و اطمینان کی زندگی بسر کریں۔ "ریاست" میں تو صرف یہ رائے پیش کی گئی تھی۔ مگر دہلی کے روزانہ شرنارتھی اخبارات نے اس نوٹ کے شائع ہونے کے بعد اپنی سپیشل سروسیں چلانا شروع کر دیں۔ اور ایک اخبار نے لکھا کہ گورنمنٹ ہند سے احمدیوں نے درخواست بھی کی ہے۔ کہ ان کو ہندوستان آنے کی اجازت دی جائے۔ مگر گورنمنٹ ہند نے انکار کر دیا چنانچہ احمدی جماعت کے ایک ذمہ دار بزرگ کا ایک خط دفتر ریاست میں پہنچا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں۔ کہ پاکستان کے احمدیوں نے کبھی درخواست کی۔ اور نہ ان کا خیال پاکستان سے ہندوستان چلنے کا ہے اور "ریاست" نے تو صرف اپنی رائے پیش کی تھی۔ مگر "سپیشل سروس" والے اخبارات نے درخواست دینے اور اس کے نامنظور ہونے کی اطلاع شائع کر کے اپنی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے احمدیوں کو پاکستان کے غیر وفا شعار ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور احمدی جماعت کو پاکستان میں نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

احمدی جماعت کے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ "سپیشل سروسیں" جاری کرنے والے روزانہ شرنارتھی اخبارات یہ نہیں دیکھا کرتے۔ کہ ان کے لکھنے کا کسی شخص یا کسی جماعت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ ان کو تو بیک وقت نئی خبریں دینی چاہئیں۔ یہ خبریں چاہے ان کو اپنے دفتر کی میز پر بیٹھ کر گھڑنی پڑیں۔ کیونکہ یہ بیچارے آخر کریں بھی تو کیا کریں۔ ان کے ذرائع آمدنی محدود ہیں۔ ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ یہ "ٹائمز آف انڈیا"، "اسٹیٹسمین" وغیرہ انگریزی کے روزانہ اخبارات کی طرح اپنے نامہ نگار دوسرے ممالک میں رکھیں یا تار اور ٹیلیفون پر ہزاروں روپیہ ماہوار خبریں حاصل کرنے پر صرف کریں۔ اور جہاں تک روزانہ اخبارات کی دوڑ کا سوال ہے یہ کسی دوسرے اخبار سے پیچھے رہنا بھی نہیں چاہتے۔ اس لئے ان کو مجبوراً اپنی "سپیشل سروسیں" چلانا پڑتی ہیں۔ چاہے "ان سپیشل سروسوں" سے کسی فرد کسی جماعت یا کسی ملک کو بھی کیوں نہ نقصان پہنچے۔ چنانچہ ان اخبارات میں سے ہی ایک اخبار نے پچھلے دنوں خواجہ ناظم الدین کی موقوفی کے دو روز بعد یہ سپیشل سروس چلا دی تھی۔ کہ خواجہ ناظم الدین پاکستان سے ہندوستان بھاگ آنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور آپ نے گورنمنٹ ہند سے خفیہ خط و کتابت شروع کر دی ہے۔ جس کا نتیجہ نہ معلوم کیا ہوا ہے خواجہ ناظم الدین کے خلاف کیا ظاہر ہوا۔ اور پاکستان کے لوگوں نے ان کو پاکستان کا کس حد تک غدار سمجھا ہوگا۔ حالانکہ خواجہ ناظم الدین نے ہندوستان آنے کا کبھی خواب میں بھی خیال نہ کیا۔ یعنی یہ اخبارات خواجہ ناظم الدین کو بغیر کسی جرم کئے سزا دینے کا باعث ہوئے۔ اسی طرح ہی اگر یہ اخبارات احمدی جماعت کے لئے نقصان کا باعث ہوئے ہیں یا ان کے نقصان کا باعث ہونے کا احتمال ہے۔ تو یہ کوئی تعجب نہیں یہ اخبارات قابل معافی ہیں احمدی جماعت مذہباً اور اصولاً حکومت وقت کی وفا شعار ہے اور اس جماعت کے بانی نے اپنی امت کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے۔ کہ وہ حکومت وقت کی وفا شعار رہے۔ چنانچہ انگریزوں کے زمانہ میں احمدی انگریزوں کے وفا شعار تھے اور انگریزوں کے جانے کے بعد جو احمدی ہندوستان میں ہیں۔ وہ قولاً و فعلاً ہندوستان کی موجودہ گورنمنٹ کے وفا شعار ہیں۔ اور جو احمدی پاکستان میں ہیں وہ پاکستان گورنمنٹ کے اخلاص کے ساتھ وفا شعار ہیں۔ اور ان لوگوں کی وفا شعاری پر شک کرنا حق و صداقت پر پردہ ڈالنا ہے مگر جو حالات پاکستان میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور پاکستان جس مذہبی پاگل پن میں مبتلا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے ہماری اب بھی یہ رائے ہے۔ کہ پاکستان کی زمین احمدیوں کے لئے تنگ ہو چکی ہے۔ ان کے لئے مناسب ہے کہ یہ ہندوستان چلے آئیں۔ اور یہاں اطمینان کی زندگی بسر کریں۔"

(منقول از اخبار ریاست دہلی مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۵۳ء)

مصباح اور احمدی خواتین

رسالہ مصباح لجنہ اماء اللہ کا قومی آرگن ہے جس کی اشاعت میں کما حقہٗ حصہ لینا احمدی خواتین کا فرض ہے۔ خدمت دین کے سلسلہ میں ہر وہ کام جو محض اخلاص اور محبت للہ سے کیا جائے وہ کارثواب ہوتا ہے۔ اس لئے یہ قومی اخبار جو اس وقت مخلص بھائیوں اور بہنوں کے تعاون کا مستحق ہے۔ اس کی قلمی اور مالی امداد کرنا سب کا قومی فرض ہے۔ مصباح احمدیت کی تعلیم کے پرچار کا بہترین ہتھیار ہے۔ اس کا مطالعہ علمی اور

* روحانی ترقی کا باعث ہے۔

موجودہ دور میں اس کا ہر احمدی گھرانہ میں پہنچنا از حد ضروری ہے۔ تبلیغ احمدیت کا آسان طریقہ ہے۔ امید ہے کہ احمدی بھائی بہنیں اس کی اشاعت میں حصہ لے کر مشکور فرمائیں۔

(امۃ اللہ خورشید مدیرہ مصباح)

عقل اور الہام تاریخ کی روشنی میں

از مکرم محمد منور صاحب

تاریخ سے ثابت ہے کہ جب بھی لوگوں نے انسانی عقل کے تجویز کردہ نظام کو قبول کیا۔ جلد یا بدیر ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور جس نظام کو قائم کرنے کے لئے انہوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی کو مٹانے کے لئے انہیں پہلے سے زیادہ قربانی پیش کرنی پڑی۔ جب کیتھولک چرچ کی قدامت پسندی انتہا کو پہنچ گئی اور آبا پرستوں نے ہر نئی تحقیق کو مذہب کے خلاف قرار دیکر دبانا چاہا تو عقل کے پجاریوں نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور ایک نیا فرقہ عالم وجود میں آیا۔ جس نے ہر پرانی چیز کو مٹانا چاہا۔ حتیٰ کہ مذہب کو بھی ترقی میں روک سمجھ کر اس کا قلع قمع کرنے کی کوشش کی اور آزادی رائے کا پرچار شروع ہوا۔ چونکہ یہ آزادی بالکل بے قید تھی کسی شخص کے خیال پر کوئی پابندی نہ تھی ہر شخص کا اپنا قانون اور الگ شریعت تھی۔ اس لئے اس کے خراب نتائج رفتہ رفتہ لوگوں کو محسوس ہونے لگے۔ تمدن کے قیام کے لئے جس وحدت فکری کی ضرورت تھی وہ مفقود ہونی شروع ہوئی اور ایک خوفناک انتشار خیال رونما ہوا ان حالات نے ذہنوں کو پھر انقلاب پر آمادہ کیا۔ اور جمہوریت نے آمریت کے لئے جگہ خالی کر دی۔ جرمنی اور فرانس میں ہٹلر اور نپولین جیسے جابر اور سخت گیر انسان پیدا ہوئے۔ جنہوں نے حریت فکر کو بالکل کچل کر رکھ دیا۔ ایک ہی انسان تمام سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا گیا۔ اور عقل و استدلال کے شیدائی بھیڑیں اور بکریاں بن کر رہ گئے جن کا مشورہ بے وقعت تھا اور رائے ٹھکرا دینے کے قابل اس قسم کے انقلابات دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف اوقات میں آئے۔ اگرچہ ان کی نوعیتیں جدا جدا تھیں۔ لیکن ایک چیز ان سب میں مشترک دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب عوام کسی نظام سے بیزار ہو جاتے ہیں تو وہ اس کی ہر چیز کو ختم کر دینے کے لئے ہر قسم کے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔ جذبات کی برافروختگی میں وہ اپنا دماغی توازن قائم نہیں رکھ سکتے اور اعتدال کے راستہ کو چھوڑ کر انتہا پسند بن جاتے ہیں۔ ان کی قوت فیصلہ اس قدر ماؤف ہو جاتی ہے کہ وہ اچھے اور برے میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ اور ہر اس چیز کو جو پرانی ہو صرف اس لئے مٹانے کے درپے ہو جاتے ہیں کہ وہ پرانی ہے۔

جب زار روس کا ظلم حد سے تجاوز کر گیا تو رعایا نے اس کے خلاف سازشیں شروع کیں۔ اور حکومت کا تختہ الٹ دینے کی تدابیر سوچی جانے لگیں۔ پہلے پہلے خفیہ اور پھر علانیہ عوام کو انقلاب کے لئے ابھارا گیا۔ زار اپنی طاقت کے نشہ میں چور تھا۔ حالات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا۔ اور بجائے عوام کے مطالبات کو پورا کرنے کے سختی پر اتر آیا۔ انقلابیوں کے لئے یہ اچھا موقعہ تھا۔ انہوں نے عوام کو مشتعل کر کے حکومت کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا۔ آخر کئی مراحل کے بعد ۱۹۱۷ء میں انقلاب مکمل ہو گیا۔ اور مزدوروں کی حکومت قائم ہو گئی۔ بلوائیوں نے یا صحیح الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ سودائیوں نے جس قسم کے وحشیانہ اور اخلاق سوز جرائم کا ارتکاب کیا انسانیت اس کے تصور سے کانپ اٹھتی ہے ان واقعات کو پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان نہ تھے بلکہ کوئی ایسی مخلوق تھی جس میں نیکی اور شرافت نام کو نہ تھی۔ سٹیلن نے اپنے سارے اختیارات کلی طور پر ان کے سپرد کر دیئے تھے۔ اور وہ لوگ انہیں آزادانہ استعمال کر رہے تھے۔ ایسے تھے موجودہ اشتراکیت کے بڑے معمار جنہوں نے پہلے نظام کے تمام پرزوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور کہا۔ مذہب سرمایہ داری کا حامی ہے اس لئے اسے دفن کر دینا چاہیئے۔ انفرادی جائداد سے سرمایہ داری پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کو بھی ختم کر دینا چاہیئے۔ ریاست عصمت دری بھی ظلم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے یہ بھی مٹا دینی چاہیئے۔ غرضیکہ ان جدت پسندوں نے ان تمام چیزوں کو جو سرمایہ دارانہ نظام میں موجود تھیں ایک ایک کر کے مٹانے کا تہیہ کر لیا قطع نظر اس کے کہ وہ مفید ہیں یا مضر اور ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جو لامذہب اخلاق باختہ اور بے دست و پا انسانوں پر مشتمل ہے۔ پس تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ انسانی عقل نے کبھی بھی ایسا روحانی و تمدنی نظام قائم نہیں کیا جس کو اپنے آغاز میں بھی بے عیب کہا جا سکے۔ بلکہ اس کے برعکس عقل نے ہمیشہ افراط اور تفریط کی طرف مائل ہو کر نسل انسانی کو بھٹکایا اور صراط مستقیم سے ہٹایا ہے۔ خصوصاً موجودہ ترقی یافتہ زمانے میں اس کی ضلالتیں سورج کی طرح نمایاں ہو چکی ہیں۔ اس لئے آئندہ کسی بھلائی کی امید رکھنا آزمائے ہوئے کو آزمانا ہے۔

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی انسانوں کو راہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو ہدایت دے کر ان کی طرف بھیجا۔ یہ برگزیدہ انسان دنیا کے تمام حصوں میں اور ہر زمانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے ذریعہ بندگان خدا کو ایسے اصول سمجھائے گئے جن پر عمل کر کے انہوں نے نہ صرف دنیا میں امن پایا۔ بلکہ آخرت میں بھی دائمی راحت کے مستحق ٹھہرے اگرچہ بعض نادانوں نے ان کا مقابلہ کیا اور درپے آزار ہوئے۔ لیکن آخر کار حق غالب آیا اور باطل کو ذلت و ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا یہ روحانی مصلحین الہام یافتہ تھے۔ اور ان کی تعلیم ان کے خود ساختہ اصول نہ تھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آسمانی ہدایت تھی۔ جس میں نہ کسی کی ناجائز طرفداری تھی اور نہ کسی کی حق تلفی۔ اس لئے اس کے ذریعہ ظلم کی بجائے انصاف اور بے امنی کی جگہ امن قائم ہوا۔ ظلم بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک بندوں کا بندوں پر اور دوسرا بندوں کا خدا پر۔ جو ظلم عظیم ہے اور جسے مذہبی زبان میں شرک کہتے ہیں۔ خدا کے یہ فرستادہ ظلم کو کلیتہً مٹا دیتے ہیں۔ اور اس کے ہر رگ و ریشہ کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے وقت میں مبعوث ہوئے جبکہ فرعون ایک طرف خدائی کا مدعی تھا اور دوسری طرف رعیت کو کمزور کرنے کے لئے کئی حصوں میں تقسیم کئے ہوئے تھا۔ تاکہ وہ متحد ہو کر اس کی حکومت کے لئے خطرہ نہ بن جائیں۔ خصوصاً اسرائیلیوں سے بیگار کا کام لیتا ان کو ذلیل کرتا ان کے بیٹوں کو قتل کرواتا اور ان کو ہر طرح کچلنے کی کوشش کرتا تھا۔ ایسے خوفناک وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو مامور کیا۔ اور اپنے مقصد کو یوں ظاہر فرمایا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ہم کمزور سمجھے جانے والوں پر احسان کریں اور ان کو اقوام کا پیشوا اور زمین کا مالک بنا دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے ساتھیوں کو خوفناک نظارہ دکھائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو سمجھایا۔ لیکن وہ متکبر اور مغرور انسان ان کی بات کو کیسے مان سکتا تھا۔ آخر وہ بنی اسرائیل کی آنکھوں کے سامنے اپنے لاؤ لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ اور ذلیل سمجھی جانے والی قوم موعود زمین پر قابض ہو گئی۔ اور ذوالعرش خدا کا ارادہ پورا ہوا۔

اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم مذہبی سیاسی تمدنی اور معاشرتی اعتبار سے اپنی ہم عصر اقوام سے صدیوں پیچھے تھی۔ آپؐ نے خدا کے حکم سے کچھ صالح اور نیک سیرت انسانوں کو جمع کیا آسمانی کتاب کا درس دیکر ان کی تربیت کی۔ اور اس طرح تیار کیا کہ چند ہی سالوں میں وہ ساری دنیا کے استاد بن گئے۔ ان کے اخلاق بے نظیر تھے ان کی باہمی ہمدردی قابل تقلید تھی۔ اور ان کی سیاست آج تک اقوام عالم کے سیاستدانوں کو محو حیرت کئے ہوئے ہے۔ قوانین کا جو مجموعہ آپؐ کے ذریعہ بنی آدم تک پہنچا وہ اتنا جامع اور اس قدر مکمل ہے کہ تیرہ صدیوں سے بے مثل چلا آتا ہے۔

انبیاء کے حالات کا مطالعہ کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کامیابی ظاہری سامانوں سے نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ تو وہ بالکل بے سرو سامان ہونے کی حالت میں غالب آجاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اگرچہ کچھ اسباب بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہوتی ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کے لئے صرف اتنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ہر قسم کی مشکلات اور روکوں کے باوجود ادا کرتے رہیں۔ اس راستے میں جان مال عزت اور جذبات کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔ اور الٰہی احکام کو اپنے اوپر پوری طرح نافذ کر لیں۔ جب ان کی حالتوں میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نصرت آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور طوفانوں زلزلوں۔ قحطوں وباؤں۔ جنگوں اور دوسری انواع و اقسام کی مصیبتوں کی صورت میں ظاہر ہو کر ظالم طبع انسانوں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اور وہ کمزور مگر

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کا تقرر بابت ۵۳ تا ۵۶ء منظور کیا جاتا ہے احباب نوٹ فرمالیں۔ ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نمبر شمار	نام منتخب شدہ	عہدہ	نام جماعت
۲۱	چوہدری نواب الدین صاحب	پریذیڈنٹ	دھاروالی ضلع شیخوپورہ
	" شیر محمد صاحب	سیکرٹری مال	" "
	" شاہ مسعود احمد صاحب	" تعلیم و تربیت	" "
	" شاہ محمد صاحب نمبردار	" تبلیغ	" "
	محمد اسمٰعیل صاحب	" امور عامہ	" "
۲۲	شیخ عبدالغنی صاحب	پریذیڈنٹ	نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ
	"	سیکرٹری تبلیغ	
	قریشی غلام محی الدین صاحب	" مال	"
	شیخ میر محمد صاحب	" امور عامہ	"
	عبدالرزاق صاحب	" تعلیم و تربیت	"
۲۳	بابو عبدالغفار صاحب کان پوری	پریذیڈنٹ سیکرٹری امور عامہ	حیدرآباد سندھ
	ماسٹر رحمت اللہ صاحب	دائس " " مال	"
	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آف موگا	سیکرٹری تبلیغ	"
	ماسٹر خدا بخش صاحب کان پوری	" تعلیم و تربیت	"
	سید مہدی حسن صاحب	آڈیٹر	"
۲۴	مولوی جمال الدین صاحب	پریذیڈنٹ سیکرٹری تبلیغ	مالسر کیمپ ضلع کیمبل پور
	نیاز احمد صاحب	دائس " " تعلیم و تربیت	"
	ناظم الدین صاحب	امین	"
	فقیر محمد صاحب	سیکرٹری مال و محاسب	"
	مولوی محمد عبداللہ صاحب	جنرل سیکرٹری	"
۲۵	چوہدری دلدار احمد صاحب	پریذیڈنٹ	کوٹھیوالا تحصیل و ضلع ملتان
	مولوی نذیر احمد صاحب	سیکرٹری مال و امور عامہ	"
	چوہدری عصمت الدین صاحب	محاسب و امام الصلوٰۃ امین	"
۲۶	حکیم سردار محمد صاحب	پریذیڈنٹ	ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ
	" فتح محمد صاحب	سیکرٹری مال	" "
	چوہدری شریف احمد صاحب	" امور عامہ و آڈیٹر	" "
	مرزا مبارک احمد صاحب	" تبلیغ	" "
۲۷	ڈاکٹر نور الدین صاحب	پریذیڈنٹ	بڈھلی ضلع سیالکوٹ
	محمد ابراہیم صاحب	سیکرٹری مال	" "
	صوفی محمد الدین صاحب	" تعلیم و تربیت	" "
	مولوی غلام احمد صاحب	" تبلیغ	" "
	چوہدری کرامت اللہ خان صاحب	" امور عامہ	" "
	شیخ محمد شریف صاحب	" ضیافت	" "
	بنیامین صاحب	امین	" "
۲۸	ڈاکٹر منظور احمد صاحب ایم ایس سی	سیکرٹری مال	کیمل پور
	اللہ داد صاحب علوی	سیکرٹری تعلیم و تربیت، امور عامہ دعوۃ و تبلیغ	"

دونوں وزرائے اعظم کے درمیان کشمیر اور دیگر تنازعات پر توقع کے مطابق ترقی نہیں ہوئی

وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی کی پریس کانفرنس

کراچی ۲۹، ۲۷ جولائی:۔ (اسٹاف رپورٹر) وزیر اعظم محمد علی نے اعلان کیا ہے کہ پنڈت نہرو سے ان کی بات چیت کے درمیان میں کشمیر اور دیگر تنازعوں پر اتنی ترقی نہیں ہوئی جس کی انہیں توقع تھی۔ پہلے امید تھی کہ یہ جھگڑے چھ ماہ کے اندر اندر طے ہو جائیں گے۔ لیکن اب ان کا خیال ہے۔ کہ کشمیر اور دیگر تنازعات طے کرنے میں کم از کم ایک سال لگ جائیگا۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ دونوں ملکوں کے تعلقات میں کشمیر سب سے بڑا کانٹا ہے۔ جب تک یہ مسئلہ طے نہیں ہوتا۔ دونوں کے درمیان صحیح طور پر دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو سکتے

آپ نے اخباری نمائندوں کے ایک اجتماع کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ جاندار اور دوسرے تمام جھگڑوں کا حل مسئلہ کشمیر کے حل میں پوشیدہ ہے۔ ایک اخباری نمائندہ نے پوچھا۔ کہ ہندوستان و پاکستان کے متنازعہ مسائل کے حل کے بارے میں آپ کی خوش توقعات پر پنڈت نہرو کے واپسی کے بیان سے جس میں کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ کشمیر کے مسئلہ کا حل ابھی بہت زیادہ قریب نہیں ہے۔ ضرب پہنچی ہے۔ اور کہا کیا آپ پنڈت نہرو کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں اس پر مسٹر محمد علی نے جواب دیا۔ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں خبر پڑھی ہے لیکن اس کا میری "خوش توقعات" سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ وہ کسی حد تک پنڈت نہرو کی رائے سے متفق ہیں۔ وہ اس طرح کہ ہم ابھی تک کشمیر کے حل کرنے کے قریب نہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک ایسے دوستانہ رجحان سے کام لیا گیا ہے۔ کہ ہمیں ایک دوسرے کی مشکلات کو سمجھنے کا موقع ملا ہے۔ ہماری تمام کوششیں ان تمام مشکلات کو ختم کرنے کے لئے لگ گئی ہیں۔

مذاکرات چاہے پہلے اسٹیج پر چاہے دوسرے تیسرے یا چوتھے اسٹیج پر ہوں۔ آخر میں ہم کو کامیابی تک پہنچنا ہے۔ ہم دونوں نے تہیہ کیا ہے کہ برابر کوشش کرتے رہیں گے ہم کو یقین ہے کہ اگر اس کام کے کرنے کی خواہش ہو۔ تو ہم ایک حل معلوم کرنے میں قریب تر ہو جائینگے۔ جب مسٹر محمد علی سے پوچھا گیا۔ کہ کیا کشمیر کے مسئلہ کا حل اس سال کے آخر تک ہو جائیگا تو وزیر اعظم نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ اسی سال کے آخر تک ہو جائیگا ہو جائے گا۔ اور اگر اس سلسلہ میں مناسب ترقی نہیں ہوئی۔ تو میں بہت ناامید ہو جاؤں گا۔ ایک اخبار نویس نے پوچھا۔ سکھوں کے اس مطالبہ کے متعلق کہ وہ علاقہ جہاں پر ان کے گوردوارے ہیں۔ ان کو دے دیئے جائیں۔ کوئی سرکاری مراسلہ موصول ہوا ہے۔ مسٹر محمد علی نے جواب دیا۔ کہ بھارتی وزیر اعظم نے گفتگو کے دوران میں ذکر کیا تھا۔ کہ ان کو اس قسم کی یادداشت بھیجی گئی ہے۔ مگر کسی پاکستانی علاقہ کو چھوڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مسلمانوں نے بھی ہندوستان میں اپنے مقدس مقامات چھوڑے ہیں۔ جب وزیر اعظم سے پوچھا گیا۔ کہ "مشاورتی سسٹم" کے لئے جس کا تذکرہ پنڈت نہرو نے اپنی پریس کانفرنس میں کیا تھا۔ کوئی عملی قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ تو مسٹر محمد علی نے جواب دیا کہ انہوں نے باہم صرف اس پر گفتگو کی ہے۔ اس طریقے سے ممکن ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان مشترکہ مفاد کے معاملات کے لئے تبادلہ خیالات کرنا مفید ثابت ہو۔ مسٹر نہرو کی تجویز کے ابھی عملی پہلو پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہے۔ ایک اخبار نویس نے پوچھا کہ کیا پنڈت نہرو کے نزدیک متروکہ جائیداد کا مسئلہ کشمیر سے زیادہ اہم ہے۔ مسٹر محمد علی نے کہا میں پنڈت نہرو کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ میرے نزدیک کشمیر کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ کشمیر کے مسئلہ کے حل کے بغیر ہندو پاکستان کے تعلقات کے درمیان ایک زبردست کانٹا ہے۔ دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر نہیں ہو سکتے۔ اور یہ عالمی امن و امان کے لئے بھی ضروری ہے۔ کشمیر کے مسئلہ کے حل کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا۔ کہ کشمیر کے مسئلہ کے ساتھ پوری قوم کے جذبات کا تعلق ہے اس لئے اس مسئلہ کے طے ہوئے بغیر چھوٹے چھوٹے تنازعات کے طے ہو جانے سے دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات بہتر نہیں ہو سکتے۔ ان سے پوچھا گیا۔ کہ کیا کشمیر متروکہ جائیدادوں اور اقلیتوں کے مسائل ایک دوسرے سے وابستہ نہیں؟ مسٹر محمد علی نے جواب دیا۔ کہ ہندو پاکستان کے کچھ تنازعات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ نہری پانی کا مسئلہ کشمیر کے مسئلہ کے ساتھ وابستہ ہے ایک اخباری نمائندہ نے پوچھا کہ دونوں وزرائے اعظم کے درمیان براہ راست گفتگو ہونے سے کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ سے واپس لے لیا جائے گا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ یہ چیز بالکل خیالی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اقوام متحدہ سے واپس لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا انحصار بہت کچھ دونوں وزرائے اعظم

کی گفتگو پر ہوگا۔ اگر یہ معلوم ہوا۔ کہ کشمیر کے مسئلہ کا حل قریب ہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ سیکیورٹی کونسل میں اس پر مزید بحث نہ ہو۔ جب ان سے پوچھا کہ اگر متروکہ جائیدادوں کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اور کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ تو متروکہ جائیدادوں کے بارے میں اس فیصلہ کو عملی جامہ نہیں پہنایا جائیگا؟ مسٹر محمد علی نے جواب دیا۔ کہ اس سوال پر اس وقت غور ہوگا۔ جبکہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ دونوں وزرائے اعظم نے ایک دوسرے ملکوں میں گھرے ہوئے علاقوں کا تبادلہ منظور کیا ہے۔ تاکہ ان علاقوں میں انتظامی اور اقتصادی امور میں آسانی ہو جائے۔ اور یہ تبادلہ صرف ان گھرے ہوئے علاقہ کے رہنے والوں کے مفاد کے لئے ہے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ ہندوستانی علاقوں کا رقبہ پاکستانی علاقوں کے رقبہ سے ۷ میل زیادہ ہے۔ اور اس کے معاوضہ اور تفصیل کے لئے بعد میں کوئی گفتگو ہوگی۔ ایک اخباری نمائندہ نے پوچھا کہ پنڈت نہرو نے جو مشاورتی سسٹم تجویز کیا ہے۔ کیا اس میں دونوں داخلی اور خارجی معاملات شامل ہوں گے۔ اور کیا پاکستان داخلی معاملات پر بھی کسی مذاکرات کو قبول کر سکتا ہے۔ مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ بعض معاملات میں اندرونی اور خارجی حدبندی کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ٹریڈ اور کامرس جو دونوں داخلی اور خارجی معاملات ہیں۔ ان سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ پنڈت نہرو کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ ہند اور پاکستان کا تاریخی جغرافیائی اور ثقافتی پس منظر ایک ہے۔ مسٹر محمد علی نے جواب دیا۔ کہ میں پنڈت نہرو کے خیال سے اس حد تک جہاں تک کہ تاریخی اور جغرافیائی نظریہ کا تعلق ہے۔ متفق ہوں۔ ثقافتی نظریہ کے بارے میں ہم نے ہمیشہ دو قوموں کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ اور اسی بنا پر پاکستان قائم ہوا ہے۔ ایک دوسرے سوال کے جواب میں مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان کچھ زبانیں مشترک ہو سکتی ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ دونوں وزرائے اعظم کی کانفرنس کا بہترین وقت کشمیر کے بارے پر صرف کیا گیا۔ انہوں نے اخبار نویسوں سے کہا۔ کہ وہ اس مسئلہ کی گفتگو کے بارے میں مزید سوالات نہ کریں۔ ابھی مذاکرات کی تفصیل میں جانا مناسب نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ یہ مذاکرات ابھی جاری ہیں۔

ایک سوال میں پوچھا گیا۔ کیا آپ کو پنڈت نہرو کے اس بیان سے اتفاق ہے۔ کہ جوناگڑھ اور حیدرآباد کا سوال ختم ہو گیا ہے؟ مسٹر محمد علی نے جواب دیا جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اس بارے میں ایک ریزولیوشن سیکیورٹی کونسل میں پہلے ہی موجود ہے۔ جس کے تحت کشمیر کے مسئلہ کے حل کے بعد جوناگڑھ، مانا ودر اور دوسری ریاستوں کا مسئلہ لیا جائے گا۔ مسٹر محمد علی نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ دونوں وزرائے اعظم کے مذاکرات کی رفتار اُن کی توقعات کے مطابق بہت کم تھی۔ شاید میرے دماغ میں جو ٹائم ٹیبل تھا۔ وہ صحیح نہ ہو۔ ممکن ہے میری اصل توقعات سے اس میں زیادہ وقت لگ جائے۔" ایک اور سوال کے جواب میں مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ پنڈت نہرو سے جو مذاکرات کئے ہیں انہوں نے اس کے بارے میں کابینہ کو مطلع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ وہ ان مذاکرات کو از سر نو شروع کرنے کے لئے غالباً اگست کے آخر میں یا ستمبر کے شروع میں جائیں گے۔ سوال کیا گیا۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ جوناگڑھ اور مانا ودر اب بھی پاکستان کے حصے ہیں۔ مسٹر محمد علی نے جواب دیا "آئینی طور پر" ایک اور سوال کے جواب میں مسٹر محمد علی نے جواب دیا۔ کہ متروکہ جائدادوں کے مسئلہ پر جو افسران گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ اپنی حکومتوں کو اپنی سفارشات پیش کریں گے۔ متروکہ جائدادوں کی تینوں اقسام شہری۔ دیہاتی اور منقولہ اثاثوں کے بارے میں ان کے مذاکرات ہوں گے۔ منصوبہ بندی کے بورڈ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ یہ کابینہ کی سطح پر خود مختار ادارہ ہوگا جس میں غیر ملکی ماہرین اور مشیروں کے علاوہ تین ممبر ہوں گے۔ یہ بورڈ نہ صرف ترقیاتی منصوبوں کے متعلق اسکیم تیار کرے گا۔ بلکہ ان کو [illegible] عملی جامہ پہنانے کا بھی اختیار ہوگا۔ اس بورڈ کی تشکیل جلد پوری کی جائے گی۔ اقلیتوں کے بارے میں ان سے پوچھا گیا۔ کہ اس مسئلہ میں کیا تجاویز یا [illegible] ہیں۔

مسٹر محمد علی نے جواب دیا کہ یہ دونوں اقلیتوں اور ان کے مفادات کی نگہداشت کے بارے میں ہیں۔ ہماری پالیسی ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ نہ صرف منصفانہ بلکہ فیاضانہ طور پر سلوک کیا جائے۔ ایک نامہ نگار نے پوچھا کہ کیا ہندوستان کے ساتھ خارجی پالیسی کے متعلق گفت و شنید ممکن ہوگی جبکہ بھارت کا دعویٰ ہے کہ وہ غیر جانبدار ہے؟ مسٹر محمد علی نے کہا کوئی پابندی نہیں ہے کہ پالیسی میں یکسانیت ہو۔ دولت مشترکہ کی مثال دیتے ہوئے مسٹر محمد علی نے (باقی صفحہ ۸)

سوئز کا تنازعہ طے کرنے کیلئے آئزن ہاور نے نئی تجاویز پیش کردیں

قاہرہ ۳۰ جولائی۔ مصری فوج کے اخبار "التحریر" نے خبر دی ہے۔ کہ امریکہ کے صدر آئزن ہاور نے اینگلو مصری تنازعات کو طے کرنے کے لیے پانچ نکات کا ایک منصوبہ پیش کیا ہے۔ اس منصوبہ کے مطابق ۸ ماہ میں برطانوی فوجیں سوئز سے واپس بلالی جائیں گی۔ سوئز میں چار ہزار سے زیادہ ماہرین پانچ سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک نہیں رہیں گے۔ امریکہ مصر کو فوجی اور اقتصادی امداد دے گا۔ جنگ کی صورت میں سوئز کے فوجی اڈے امریکہ اور اتحادیوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اور عرب لیگ یہ فیصلہ کرے گی۔ کہ جنگ کا خطرہ موجود ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سوئز کا تنازعہ طے کرنے کی غرض سے مصر کے نائب وزیر اعظم کرنل جمال ناصر اور جنرل رابرٹسن کے درمیان ایک اور ملاقات ہوگی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس ملاقات میں اہم فیصلے کیے جائیں گے۔

آسٹریلیا اور ہندوستان کو بھی سیاسی کانفرنس میں شریک کیا جائے

لندن ۳۰ جولائی۔ برطانیہ کے قائم مقام وزیر اعظم لارڈ سالسبری نے کہا ہے۔ کہ مشرق بعید کی سیاسی کانفرنس میں جنوبی کوریا۔ شمالی کوریا۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ چین اور سوویٹ روس کے نمائندوں کو شریک کیا جائیگا۔ لیکن برطانیہ کا خیال ہے۔ کہ چونکہ آسٹریلیا اور ہندوستان پر بھی کوریا کے بارہ میں خاص ذمہ داریاں عائد ہیں۔ اس لئے ان دونوں کو بھی کانفرنس میں شریک کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس کانفرنس کی وجہ سے روس سے بات چیت کرنے کا اچھا موقعہ مل جائیگا۔ اس سے سر ونسٹن چرچل کی اس تجویز پر

عارضی صلح کے بعد چین خود بخود اقوام متحدہ کا رکن نہیں بن جائے گا۔ (مسٹر بٹلر)

لندن ۳۰ جولائی۔ برطانیہ کے دونوں ایوانوں میں خارجی پالیسی پر بحث شروع ہے۔ دارالعوام میں قائم مقام وزیر اعظم مسٹر بٹلر نے کہا۔ کہ برطانیہ کا یہ خیال ہے۔ کہ کوریا میں عارضی صلح کے بعد چین خود بخود اقوام متحدہ کا رکن نہیں بن جائے گا۔ بلکہ بعد میں ایک علیحدہ کانفرنس منعقد کرنی ہوگی۔ جس میں اس امر پر غور کیا جائیگا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس معاملہ میں برطانیہ کے رویہ کا اظہار کرنے سے پہلے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کا انتظار کرنا ہوگا۔ ادھر فرانس نے اس عندیہ کا اظہار کیا ہے۔ کہ جب تک چین ہند چینی میں ویٹ منہ فوجوں کو ہتھیار اور کمک پہنچاتا رہے گا۔ اس وقت تک فرانس چین کے اقوام متحدہ میں داخلہ کی مخالفت کرتا رہیگا۔ صوبر بھی [illegible] گا۔ کہ چار طاقتوں کی اعلیٰ پیمانے پر [illegible] کانفرنس منعقد کی جائے۔

عقل اور الہام تاریخ کی روشنی میں (بقیہ صفحہ ۵)

عدل و انصاف قائم کرنے والی جماعت دیکھتے ہی دیکھتے زمین کی وارث اور قوموں کی پیشوا بن جاتی ہے۔ لیکن وہ طاقت حاصل کر کے جبر و استبداد کا طریق اختیار نہیں کرتی۔ بلکہ اس تربیت یافتہ جماعت کا ہر فرد ایک طرف بنی نوع کا حقیقی ہمدرد ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے ہر حکم پر بے اختیار جھک جاتا ہے۔ اور اپنے خدا کے حضور خاک پر سر بسجود ہوتا ہے۔

پس الہام کے ذریعہ بھی ایک قسم کا انقلاب رونما ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ روحانی رفعت حاصل ہوتی ہے۔ عقل جلا پاتی ہے۔ اخلاق میں خوبصورتی اور چلن میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ تمام فطری اور طبعی تقاضے انتہائی توازن اور تناسب سے پورے ہوتے اور نشو و نما پاتے ہیں۔ اس وقت دنیا داروں کے سامنے دونوں نظام موجود ہیں۔ وہ بھی جس کی بنیاد انسانی عقل پر ہے۔ جس کا پہلا اصول خدا اور مذہب سے بغاوت ہے۔ جس کے قیام کی وجہ ایک طبقے سے دشمنی اور تعصب ہے۔ اور وہ بھی جس کا سرچشمہ خدائے علیم و خبیر کا پاک کلام ہے۔ جو عقل و فطرت کی دستگیری کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ حقیقی امن اور صلح کا قیام ہو سکتا ہے۔ جس میں امیر و غریب ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہر عقلمند انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نظام کو قائم کرنے کی کوشش میں لگ جائے۔ جس کی داغ بیل خدا تعالیٰ کی خاص مشیت سے ڈالی گئی ہے۔ اور جس کی تائید وہ اسی طرح فرما رہا ہے۔ جس طرح اس کی ہمیشہ سے سنت رہی ہے۔

گلگت ۳۰ جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گاڈون آسٹن کی چوٹی پر چڑھنے والی مہم نے مقررہ وقت سے پہلے ہی بیس ہزار سات سو فٹ کی بلندی پر اپنا تیسرا کیمپ قائم کر لیا ہے۔ اور اکیس ہزار پانچ سو فٹ کی بلندی پر چوتھا کیمپ قائم کرنے کی جگہ تلاش کر لی ہے۔

وزیر اعظم کی کانفرنس :- (بقیہ صفحہ ۷)

کہا۔ کوئی پابندی نہیں ہے۔ کہ پالیسی میں یکسانیت ہو۔ دولت مشترکہ کی مثال دیتے ہوئے مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ یہ بین الاقوامی اتحاد و تعاون کی بہترین مثال ہے۔ اس میں مختلف رنگ و نسل قوم اور کلچر کے لوگ شامل ہیں۔ جن کی بالکل آزادانہ پالیسی ہے۔ اس کے چار ممبروں نے کمیونسٹ چین کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور دیگر چار ممبروں نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ یہ بہتر ہے۔ کہ ہر مسئلہ کے متعلق اس کے مختلف پہلوؤں سے غور کیا جائے یہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مختلف پارٹیوں کا مطمح نظر معلوم ہو۔ اور یہ باہمی بحث و مباحثہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ وہ دوسری قوموں سے آزادانہ تبادلہ خیالات کریں گے۔ کیونکہ اس طرح سے ان کے خیالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تبادلہ خیالات ایک دوسری کی پالیسی کی بہتری کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ پاکستان کی خارجی پالیسی ہندوستان کی [illegible] نہیں ہے۔ ایک اور سوال کیا گیا۔ کہ کیا جنوب مشرقی ایشیا کے دفاع کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہندوستان اور پاکستان کے تمام متنازعہ مسائل حل ہو جائیں۔ مسٹر محمد علی نے جواب دیا میرا یہی خیال ہے۔ جب تک ہندوستان پاکستان اور ملک سے باہمی سمجھوتہ نہ ہو۔ اس وقت تک اپنے ذرائع کو دفاع کے لئے کیسے یکجا کر سکتے ہیں۔ اور دفاع خارجی پالیسی کے ساتھ ساتھ ہے۔ ایک اخباری نمائندے نے مسٹر محمد علی کی توجہ نیویارک کی ایک اطلاع کی طرف مبذول کرائی۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ پاکستان کے روپیہ کی شرح کو کم کرنے کا سوال ہندوستان اور پاکستان کے سمجھوتہ پر مبنی ہے۔ وزیر اعظم نے واضح طور پر اعلان کیا۔ کہ پاکستانی روپیہ کی شرح کو کم کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ یہ ہمارے مفاد میں ہے۔ کہ پاکستانی روپیہ کی شرح وہی رکھی جائے۔ جو اس وقت ہے۔ ہم اس سلسلہ میں کسی اور ملک سے کسی قسم کی رائے لینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس سوال پر اچھی طرح غور کیا گیا ہے۔ اور ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ پاکستانی روپیہ کی شرح کم کی جائے۔ ایک اور سوال کیا گیا کہ کیا ہندوستان سے تجارت کرنے کی پالیسی میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ ہم نے یہ غور کیا کہ دونوں ملکوں کے درمیان تجارت بڑھانے سے مشترکہ طور پر فائدہ ہوگا۔

مسٹر محمد علی نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا۔ کہ جلد ہی ایک وزیر تجارت مقرر کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا۔ کہ امریکہ میں پاکستانی سفیر کے متعین کئے جانے کا اعلان جلد ہی غالباً ایک ہفتہ کے اندر ہو جائے گا۔

اقوام متحدہ اور کمیونسٹوں کے الزام کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا!

سیئول ۳۰ جولائی۔ کوریا سے خبر ملی ہے۔ کہ اقوام متحدہ اور کمیونسٹ محاذ کے اگلے حصوں سے پیچھے ہٹ رہی ہیں۔ تاکہ غیر جانبدار علاقہ کو فوجیوں سے بالکل خالی کرا لیا جائے۔ کل اقوام متحدہ کے ایک ترجمان نے بتایا۔ کہ کمیونسٹوں نے اقوام متحدہ پر عارضی صلح کی خلاف ورزی کرنے کا جو الزام لگایا ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔

امریکی گیہوں میں سے پنجاب کا حصہ

لاہور ۳۰ جولائی۔ امریکی گیہوں میں سے پنجاب کو جو حصہ ملا ہے۔ اس کی پہلی کھیپ آج ریل گاڑی کے ذریعہ لاہور پہنچ گئی۔ اس موقعہ پر ایک خاص تقریب کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

کلکتہ میں ٹرام کے کرایہ میں اضافہ کے خلاف تحریک بند کر دی گئی!

کلکتہ ۳۰ جولائی۔ کلکتہ میں ٹرام کے سیکنڈ درجہ کے کرایوں میں اضافہ کے خلاف تحریک چلانے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس نے یہ تحریک بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی کے صدر مسٹر بینرجی کو کل رہا کر دیا گیا۔ اپنی رہائی کے بعد انہوں نے اعلان کیا۔ کہ شہر کے حالات کو معمول پر لانے کے لئے اس تحریک کو بند کیا جاتا ہے البتہ کمیٹی دوسرے مطالبات کے لئے اپنی تحریک جاری رکھے گی۔

ریاست حیدر آباد کی مجلس قانون ساز کے بیس کانگرسی ممبروں نے استعفیٰ دیدیا

حیدر آباد دکن ۳۰ جولائی۔ ریاست حیدر آباد دکن کی قانون ساز اسمبلی کے بیس کانگرسی ممبروں نے استعفیٰ دیدیئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ کانگرسی حکومت ریاست میں ٹھیک طرح کام نہیں کر رہی ہے وہ مزدوروں کے جائز مطالبات کو ٹھکرا رہی ہے